66 Tahreem Madanee verses 12

(۶۶)

# سُورۂ تحریم

(مدنیہ ہے اور اس میں بارہ آیتیں ہیں)

**سورت ماقبل سے مناسبت** اس سورت کی مناسبت، ماقبل سورت کے ساتھ کئی وجوہ سے ہے۔

اول یہ کہ جس طرح سورۂ طلاق کی ابتدا یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ کے مبارک خطاب سے ہوئی تھی اسی طرح اس سورت کا آغاز بھی اسی خطاب مبارک یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ کے ساتھ ہو رہا ہے۔

دوم یہ کہ سورت ماقبل میں حُرّہ عورتوں کو طلاق کے ذریعہ حرام ٹھہرا لینے کا بیان تھا۔ یہاں اماء یعنی کنیز کی تحریم کا تذکرہ ہے۔

سوم یہ کہ سورۂ طلاق میں عام مسلمانوں کی بی بیوں کا بیان تھا۔ یہاں امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین کا ذکر ہے۔ امہات المومنین کے شرف سے فضیلت اور خصوصیات کی بنا پر ان کا خصوصی ذکر ایک مستقل سورت میں فرمایا جا رہا

**ایک اشارہ** اس میں ایک لطیف اشارہ اس جانب بھی ہو سکتا ہے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے اپنے زوج اطہر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسرار کی نگہداشت نہ ہو سکی تو عام مومنات کس شمار و قطار میں آسکتی ہیں۔ لہذا شوہروں کو چاہیئے کہ حتی الامکان عفو و درگزر اور چشم پوشی ہی سے کام لیا کریں۔ اور حضور اکرم کے اسوہ حسنہ کے اتباع کی کوشش کریں۔ بلکہ کوئی راز کی بات ان سے نہ کہیں تاکہ افشائے راز کی نوبت ہی نہ آئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

**تمہید** حضور انور روحی وارواح المومنین لہ الفداء کی عادت شریفہ تھی کہ عصر کے بعد اپنی ازواج مطہرات کی مزاج پرسی اور خبر گیری فرماتے۔ اور امہات المومنین بھی جو سب کی سب اعلیٰ درجہ کی صالحات، قانتات، حافظات للغیب تھیں اور مزاج شناسی میں ید طولیٰ رکھتی تھیں اس موقع کو غنیمت جان کر ہر ایک یہ کوشش فرماتیں کہ حضور کو اپنے ہاں ٹھہرا کر برکات دنیوی اور سعادات اخروی زیادہ سے زیادہ حاصل کریں۔ اس جذبہ کے تحت، حضرت حفصہ، حضرت سودہ، حضرت صفیہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے ایسے موقع پر شہد کا پیشکش کرکے اپنے ہاں ٹھہرایا تھا۔ اتفاق سے حضرت زینب کے پاس ان کے عزیزوں نے شہد کی ایک مقدار تحفۃً

بھیج دی تو آپ نے یہ اہتمام فرمایا کہ حضور جب کبھی رونق افروز ہوں شہد پیش کریں۔ چنانچہ یہ سلسلہ کئی دنوں تک جاری رہا۔ ظاہر ہے کہ دوسروں کو یہ امر کب خاموش بیٹھنے دے سکتا تھا؟۔

**شان نزول** ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرب عسلا عند زینب ابنة جحش و یمکث عندھا فواطئت انا وحفصة عن ایتنا دخل علیھا فلتقل له اکلت مغافیر انی اجد منك ریح مغافیر قال لا ولکنی کنت اشرب عسلا عند زینب ابنة جحش فلن اعودله فقد حلفت لا تخبری بذلك احدا۔ (ابن سعد، عبد بن حمید، بخاری، ابن المنذر، ابن مردویہ) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد نوش فرمایا کرتے اور وہاں ٹھہرے رہتے۔ اس پر میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ ترکیب نکالی کہ آپ ہم میں سے جس کسی کے پاس تشریف لائیں تو یوں کہنا چاہیے کہ آپ نے "مغافیر" استعمال فرمایا ہے۔ مجھے آپ کے پاس سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔ (یہ ایک شیریں درخت کا نام ہے جیسے نیشکر۔ مگر اس میں ایک قسم کی بو ہوتی ہے جو خاطر اقدس کو ناگوار تھی۔ دوسری روایات میں ہے کہ اس میں بعض دیگر امہات المومنین کو بھی شریک

کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ ان میں سے جس کسی کے ہاں تشریف لائے، انھوں نے قرارداد باہمی کے مطابق کہہ دیا کہ آپ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ پھر آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے بھی یہی کہا۔) اس پر آپ نے فرمایا کہ نہیں (میں نے مغافیر کبھی بھی استعمال نہیں کیا) البتہ زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اب آئندہ کبھی نہیں پیوں گا میں نے اس پر قسم کھا لی ہے۔ کسی کو اس کی خبر نہ دو۔" مقصد یہ تھا کہ حضرت زینبؓ اس سے ملول نہ ہونے پائیں۔

**حضرت ماریہؓ کی تحریم** دوسرا واقعہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کا ہے جن کو مقوقس اعظم شاہ مصر نے تحفۃً حضور اقدس کی خدمت مبارک میں بھجوایا تھا۔ آپ نے ان کو دیگر ازواج مطہرات کے خیال سے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے باغ میں ٹھہرایا تھا۔ حاجت وغیرہ کے لئے اس باغ میں تشریف لے جاتے تو یہاں بھی رونق افروز ہوتے۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت حفصہؓ آپ سے اجازت لے کر میکے گئی ہوئی تھیں تو حضور اکرم نے بی بی حفصہؓ کے مکان میں حضرت ماریہ کو یاد فرمالیا۔ حضرت حفصہ کو یہ امر گراں گزرا۔ چنانچہ حضور اقدس میں انھوں نے اس کا اظہار کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا:۔ فانھا علیّ حرام ولا تخبری بذلک احداً۔ (سعید بن منصور، ابن المنذر) اسی مضمون کی روایات، ترمذی، نسائی، حاکم، ابن جریر، ابن مردویہ، طبرانی

ابن سعد، عبدالرزاق میں ہیں۔ اس موقع پر یہ سورت تشریف نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ 66-1

أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥ اے نبی! آپ کیوں حرام ٹھہرا لیتے

ہیں وہ جو حلال کیا اللہ نے آپ پر چاہتے ہو رضامندی اپنی بیویوں کی اور

اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

**شوہر کی رضا جوئی زوجہ پر** اس آیہ کریمہ کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے منصب عالی اور قرب الٰہی سے آگاہ فرمایا جا رہا ہے کہ بیویوں کی رضا جوئی کی آپ کو حاجت نہیں ہے اور نہ ان کی خاطر کسی حلال کو خود پر حرام ٹھہرا لینے کی ضرورت ہے بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ وہ آپ کی رضا و خوشنودی کی طلب گار بنی رہیں۔ اور ہر وقت وہ اس امر کی تلاش میں رہا کریں کہ آپ کی مسرت و رضا کس میں ہے۔ اگر اسی طرح ایک ایک حلال چیز، قسم اور عہد کے ذریعہ آپ خود پر حرام ٹھہرا لیتے رہیں گے تو آپ کی عافیت کا دائرہ تنگ سے تنگ تر ہوتا جائیگا پھر چونکہ لِمَ تُحَرِّمُ بطور استفہام ارشاد ہوا تھا جس کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ آپ کو اس طرح کوئی حلال چیز حرام ٹھہرا لینے کی ضرورت نہ تھی۔ یہ مطلب نہ تھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ مبادا یہ صورت سوال بھی خاطر اقدس پر گراں گزرے

ساتھ ہی ارشاد ہوا :۔ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔ اور اللہ سبحانہ تو خوب بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے ‘‘ اس طرز خطاب سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں حضور اقدس کی کیا شان ہے اور رب جل وعلا کو خاطر اقدس کس درجہ محبوب و مرغوب ہے ؟ پھر یہ بتانا منظور ہے کہ آپ نے حلال کو حلال سمجھتے ہوئے کسی مصلحت سے خود پر کسی چیز کو حرام ٹھہرا لیا بھی ہے تو یہ کیا ضروری ہے کہ اس پر ہمیشہ کے لئے قائم و برقرار رہیں ۔ عقدۂ یمین کو کھول دیا جاسکتا ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے ۔

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ○ 66-2 مقرر کردیا ہے اللہ نے تمہارے لئے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا ، اور اللہ مالک ہے تمہارا ، اور وہی سب کچھ جانتا حکمت والا ہے ‘‘

بی بی کو خوش کرنے کی تدبیر کرنا شوہر کے لئے مستحسن ہے مگر اس میں اس درجہ آگے بڑھ جانے کی ضرورت نہیں کہ قسم وغیرہ کے ذریعہ خود پر بندشیں عائد کرلی جائیں کہ شوہر کی عافیت کا دائرہ تنگ ہو جائے ایسی صورت میں کہ قسم کا توڑ دینا ہی اولیٰ و انسب ہو قسموں کو توڑ دینے اور ان بندشوں کو دور کرنے کی اجازت جب عامۃ المومنین کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے تو نبی اکرم کے لئے بدرجہ اولیٰ

مستحسن ہے اور حق پہنچتا ہے کہ ایسی بندشوں کو خود پر سے کھول دیں۔ اللہ سبحانہٗ جہاں تمام مومنین کا مولیٰ (مالک اور دوست) ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا اور ہر مصلحت سے واقف ہے تو اپنے نبی پر بھی نہایت مہربان ہے اور بہتر سے بہتر تدبیر سکھاتا ہے۔ چنانچہ اس بنا پر آپ نے کفارہ ادا فرما دیا۔

**حضور کا کفارہ ادا فرمانا** حضرت انسؓ فرماتے ہیں:— فاعتق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رقبۃ۔ (ابن مردویہ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام آزاد فرمایا" اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:— فی الحرام یکفر وقال لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ۔ (عبدالرزاق، بخاری، ابن مردویہ) (کسی حلال چیز کو) حرام ٹھہرا لینے میں کفارہ دینا ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارک تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے"

**قسم کا کفارہ** قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو (صبح و شام) کھانا کھلانا، یا ان کو لباس دینا، یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن تک روزہ رکھنا۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب صورتوں میں سے اعلیٰ و افضل کو اختیار فرمایا یعنی غلام کو آزاد فرما دیا جو آپ کی شان رفیع کے

شایاں تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

**حضرت امام اعظم کا استنباط**

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؓ نے یہیں سے یہ مسئلہ استنباط فرمایا کہ انتِ علیّ حرامٌ کہنے سے "یمین" یعنی قسم منعقد ہوتی ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے لِمَ تُحَرِّمُ کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ۔ یعنی علیّ حرامٌ کہہ دینے کو یمین قرار دیا اور ادائے کفارہ کی تلقین فرمائی ہے۔ اور یہی قول ہمارے امام حضرت سیدنا امام احمدؒ حنبل اور امام اوزاعیؒ کا ہے۔ یعنی حلال چیز کو حرام ٹھہرالینا خواہ وہ کنیز ہو یا بی بی یا کھانے پینے کی کوئی چیز۔ اس سے یمین (قسم) منعقد ہوتی ہے۔ پھر اس کے خلاف عمل کرنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ صرف کنیز کی تحریم کی صورت میں کفارہ یمین ادا کرنا ہوگا۔ کھانے پینے کی چیزوں پر کچھ نہیں۔

(تفصیلات کتب فقہ سے معلوم کیجا سکتی ہیں)

66-3

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ
بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا
نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝

اور جب چھپاکے رکھنے کو فرمایا نبی نے اپنی کسی بی بی سے کوئی بات، پھر جب اس نے خبر کر دی اس کی اور اللہ نے ظاہر کر دی نبی کو وہ بات، تو بتلادی نبی نے اس میں سے کچھ اور ٹلادی کچھ پھر جب وہ بات بتلادی بی بی کو تو وہ بولیں آپ کو کس نے بتلائی یہ بات، تو فرمایا مجھ کو بتایا اس علم والے باخبر نے"

یعنی وہ واقعہ یاد رکھو جب کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بی بی (حضرت حفصہؓ سے کوئی بات (تحریم ماریہؓ سے متعلق) راز میں فرمائی تھی (کہ کسی کو اس کی خبر نہ دیں) پھر جب انھوں نے اس کی خبر دے دی اور اللہ سبحانہ نے حضور انور علیہ تحیۃ الجلیل الاکبر پر اس حقیقت کا اظہار فرما دیا تو آپ نے اس بات کا ایک جزو (ان کو) بتادیا (کہ تم نے تحریم ماریہؓ کا ذکر عائشہؓ سے کر دیا) اور دوسرے جزو کو (جو امر خلافت سے متعلق تھا) ٹلادیا۔ (یعنی اس کے متعلق چشم پوشی فرمائی تاکہ مزید چرچا نہ ہونے پائے نیز یہ کہ ایک جزو کے اظہار فرما دینے سے دوسرے جزو پر ان کو خود آگاہی ہو جائے گی کہ کہ اس کا علم بھی آپ کو ہو چکا ہے۔) تو وہ بولیں کہ یہ آپ سے کس نے بیان کیا۔

(حضرت حفصہؓ کو خیال ہو گیا کہ شائد عائشہؓ نے یہ بات آپ سے کہہ دی ہو درحالیکہ
حضرت حفصہؓ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اس کو چھپائے رکھیں کسی سے اس کا ذکر نہ کریں۔)
آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے خدائے علیم وخبیر نے اس سے آگاہ فرما دیا ہے" جو بات
اللہ اور اس کے رسولؐ نے ٹلا دی ہم کیا جانیں۔ اسی واسطے ٹلا دی کہ بے ضرورت چرچا
نہ ہوتا اور لوگ برا نہ مانیں۔ یہ مضمون خلافت کا بعض ضعیف روایات میں آیا ہے
مگر دیگر طرق اور قرائن کی موجودگی میں یہ ضعف باقی نہیں رہتا۔

**چشم پوشی شرفا کے مکارم اخلاق سے ہے**

حضرت شاہ ولایت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:۔ ما استقصی کریم قط لان اللہ
تعالی یقول عرف بعضہ واعرض عن بعض (ابن مردویہ) یہ شرفاء کے مکارم
اخلاق ہیں کہ کسی کی غلطی کے اظہار میں انتہا پسندی سے کام نہیں لیا کرتے یعنی غلطی کو
پوری طرح بیان نہیں کیا کرتے کیونکہ اللہ سبحانہ تعالی کا ارشاد ہو رہا ہے:۔
عرف بعضہ واعرض عن بعض۔ کچھ بات کی شناخت اشارۃً فرما دیتے اور
باقی حصے سے اعراض و چشم پوشی فرما جاتے ہیں" چنانچہ حضورؐ اکرم نے بھی اپنی
امت مرحومہ کے لئے یہی اسوہ حسنہ ایسے اہم موقع پر قائم فرمایا۔ ایسی ہی ایک روایت
حضرت عطاء خراسانیؒ سے بھی بیہقی میں مذکور ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:۔

ما زال التغافل من فعل الکرام۔ شرفاء ہمیشہ تغافل اور تسامح سے کام لیتے رہے ہیں"۔ غلطی کی کھوج نہیں کیا کرتے اور انتہا پسندی ان کا شیوہ نہیں چنانچہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بھی حضور اکرم کے مکارم اخلاق سے امت مرحومہ کو آگاہ فرمایا:۔ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ۔ آپ نے کچھ تو اشارۃً ظاہر فرمایا اور باقی سے اعراض فرمایا"۔ تاکہ حضور انور کے اس اسوۂ حسنہ کو امت مرحومہ بھی مشعل راہ بنائے۔

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۚ وَإِنْ تَظَاهَرَا 66-4
عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ
بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ ۝ اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو اللہ کی جناب میں (تو اس کا موقع ہے) کیونکہ جھک پڑے ہیں تمہارے دل، اور اگر تم چڑھائی کرو گی آپ پر تو اللہ ہے آپ کا رفیق، اور جبرئیل اور نیک بخت ایمان والے، اور تمام فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں"۔

**تتوبا کی تفسیر** حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ لم ازل حریصا علی ان اسأل عمر بن الخطاب عن المرأتین من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم التی قال اللہ تعالیٰ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما حتی حج و حججت معہ ..... فقلت یا امیر المومنین من المرأتان

...... قال واعجبا لك یا ابن عباس هما عائشة وحفصة۔ (عبدالرزاق، ابن سعد، امام احمد، عدنی، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن حبان، ابن المنذر، ابن مردویہ)

مجھے عرصہ سے یہ شوق دامنگیر تھا کہ حضرت عمر بن خطاب سے ان دو امہات المومنین کے بارے میں دریافت کروں جن کی نسبت اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما۔ اگر تم دونوں توبہ کرکے رجوع الی اللہ کرو تو بہتر ہے کیونکہ تمہارے دل جھک پڑے ہیں" یہ دونوں کون ہیں؟ تا آنکہ آپ حج کے لئے روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ (راستہ میں موقع ملا تو پوچھا کہ) امیر المومنین! یہ دونوں کون ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ابن عباس! تعجب ہے کہ تم کو اتنا نہیں معلوم! وہ عائشہؓ اور حفصہؓ ہیں"

**صغت قلوبکما کی تفسیر** مجاہد کہتے ہیں :۔ کنا نری ان صغت قلوبکما شیئ هين حتى سمعناه بقراءة عبد الله ان تتوبا الى الله فقد زاغت قلوبكما۔ (عبد بن حمید) ارشاد باری تعالیٰ "صغت قلوبکما" یعنی تم دونوں کے دل جھک پڑے ہیں" جو وارد ہوا ہے اس کو ہم معمولی سی بات خیال کرتے تھے تا آنکہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس کی تفسیر سنی کہ (صغت کی جگہ آپ زاغت پڑھ رہے تھے) یعنی اگر تم دونوں اللہ سبحانہ کی جناب میں توبہ کرتی ہو تو یہ تمہارے